قرآن شناسی

قرآن اور سائنسی علوم

الطاف اعظمی

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کو مختلف علوم وفنون کے میدان میں، جن میں سائنسی علوم بھی شامل ہیں، ایک مدت دراز تک سیادت وقیادت کا مقام حاصل رہا ہے۔ آٹھویں صدی عیسوی سے یورپ میں نشاۃ ثانیہ کے آغاز تک کسی نہ کسی شکل میں مسلم دانشوروں نے اپنی علمی فضیلت وبرتری کو قائم رکھا۔ جابر ابن حیان (م ۸۰۳ء) ابوموسیٰ خوارزمی (م ۸۵۰ء) ابن اسحاق کندی (م ۸۷۳ء) زکریا رازی (م ۹۲۵ء) البطانی (م ۹۲۹ء) ابونصر فارابی (م ۵۱-۹۵۰ء) ابوالحسن علی مسعودی (م ۹۵۷ء) ابوالوفا (م ۹۸-۹۹۷ء) ابوالقاسم زہراوی (م ۱۰۱۳ء) ابن الہیثم (م ۱۰۳۹ء)، ابن سینا (م ۱۰۳۷ء)، البیرونی (م ۱۰۴۸ء)، الغزالی (م ۱۱۱۱ء)، عمر خیام (م ۲۴-۱۱۲۳ء)، ابن رشد (م ۱۱۹۸ء) ابن بیطار (م ۱۲۴۸ء) نصیر الدین طوسی (م ۱۲۷۴ء) ابن نفیس (م ۱۲۸۸ء) قطب الدین شیرازی (م ۱۳۱۱ء)، ابن خلدون (م ۱۴۰۶ء) اور شاہ فتح اللہ شیرازی (م ۱۵۸۹ء) جیسی یگانۂ روزگار ہستیاں اس تابندہ دور کی یادگار اور نمائندہ ہیں۔

چودھویں صدی عیسوی کے آغاز کے بعد مسلمانوں نے علوم وفنون کے میدان سے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا اور سولہویں صدی عیسویں میں داخل ہوتے ہی انہوں نے روپوشی اختیار کرلی اور آج اس مقام پر کھڑے ہیں جس کو دیکھ کر یہ گمان کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کسی دور میں مسلمان بھی آسمان علم کے آفتاب ومہتاب رہ چکے ہیں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے علوم وفنون بالخصوص سائنسی علوم کے میدان سے مسلمانوں کی رجعت وپسپائی کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک سبب تو وہ مخالفانہ بلکہ محاربانہ رویہ ہے جو سائنسی علوم کے مغربی فاضلین نے مذہب کے بارے میں ایک عرصۂ دراز سے اختیار کررکھا ہے۔ مغرب میں نشاۃ ثانیہ کے بعد مذہب کی جو درگت بنی اور جس وسیع پیمانے پر خدا اور مذہب کو تنقید واستہزاء کا نشانہ بنایا گیا وہ ارباب مذہب کے لئے سخت اذیت ناک تھا۔ مخالفین مذہب کے اس جارحانہ رویے کو دیکھ کر دیگر مذاہب عالم کے حاملین کی طرح مسلمانوں نے بھی یقین کرلیا کہ جدید سائنسی علوم فی الواقع مذہب

اور مذہبی اقدار کے دشمن ہیں اور ان علوم کی تحصیل کا مطلب خدا اور مذہب سے پوری طرح دست بردار ہوجاتا ہے۔ اس منفی خیال کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کی اکثریت نے سائنسی علوم کی تحصیل سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور ارباب مذہب نے اپنی ساری توجہ خالص روایتی مذہبی علوم کی ترویج واشاعت پر مرکوز کردی اور آج بھی امت مسلمہ کا سواد اعظم اسی راہ پر گامزن ہے۔

دوسرا بڑا سبب قرآن مجید سے مسلمانوں کا فکری انقطاع ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر مسلمانوں نے قرآن کی آیات میں تدبر کیا ہوتا تو مذہب کے خلاف مغربی ارباب فکر ونظر کی تمام ہنگامہ آرائیوں کے باوجود وہ سائنسی علوم کی تحصیل سے ہرگز دست کش نہ ہوتے۔ آیئے ذرا تفصیل سے دیکھیں کہ سائنسی علوم کے باب میں قرآن کا کیا نقطۂ نظر ہے۔

قرآن، علم اور اہل علم

سائنسی علوم کے باب میں قرآنی نقطۂ نظر کو ٹھیک طور پر اسی وقت سمجھا جاسکتا ہے جب پہلے یہ جان لیا جائے کہ اس آسمانی کتاب کے نزدیک علم اور اہل علم کا کیا مقام ومرتبہ ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک علم کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ زمانۂ نزول کے اعتبار سے سورہ علق قرآن کی پہلی سورہ ہے[1] اور اس کا موضوع توحید اور معاد ہے جس پر تخلیق انسان اور اس کے حیرت انگیز علمی کمالات سے استدلال کیا گیا ہے، فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰیٓ۔ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی۔ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی۔ (سورہ علق:۱۔۸)

''پڑھو اے نبی، اپنے رب کے نام کے ساتھ، جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے غلیظ خون[2] سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جس کو وہ نہ جانتا تھا۔ ہرگز نہیں، انسان سرکشی کرتا ہے اس بنیاد پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے (حالاں کہ) پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے''۔

۱- اس میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ سورہ مدثر کو اور بعض سورہ فاتحہ کو پہلی سورہ قرار دیتے ہیں۔

۲- علقہ کی جمع علق ہے۔ علق کے لغوی معنی خون اور لٹکائی ہوئی چیز کے ہیں۔ لسان العرب میں اس کے معنی غلیظ خون کے لکھے ہیں جو جامد ہوچکا ہو لیکن خشک نہ ہوا ہو۔ اس کے ایک دوسرے معنی جونک کے بھی ہیں۔ (لسان العرب، طبع بیروت، ۱۹۵۶ء ج ۱۰، ص ۲۶۷)

اس آیت سے نہ صرف علم کی غیر معمولی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے خدا نے انسان کو نوازا ہے۔

قرآن مجید کی ایک دوسری آیت سے بھی علم کی غیر معمولی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔فرمایا:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْراً كَثِيْراً وَ مَايَذَّكَّرُ اِلَّآ أُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (سورہ بقرہ:۲۶۹)

''جسے وہ چاہتا ہے علم ودانائی (حکمت) عطا کرتا ہے اور جس کو دانائی ملی تو بے شک اس کو بڑی دولت مل گئی، اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو ارباب دانش ہیں''۔

جب علم کی یہ شان ہے تو یقیناً اہل علم کا تو مرتبہ ومقام نہایت بلند وبالا ہوگا، جیسا کہ درج ذیل آیات سے بالکل واضح ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (آل عمران:۱۸)

''خدا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، فرشتے اور اہل علم بھی جو انصاف پر قائم ہیں، گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

......يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ (سورہ مجادلہ:۱۱)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور وہ لوگ جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے''۔

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَ مَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (سورہ عنکبوت:۴۳)

''ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے (یعنی ان کو سمجھانے کے لئے) بیان کرتے ہیں اور اسے تو اہل علم ہی سمجھتے ہیں''۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورہ فاطر:۲۸)

'' خدا سے تو اس کے بندوں میں سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں''۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ زمر:۹)

''کہہ دو! بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے کیا دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ اور

نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں''۔

آیات مذکورہ بالا سے واضح ہوگیا کہ قرآن مجید کے نزدیک انسانوں میں سے ان لوگوں کا مرتبہ مقام بہت ہی ارفع واعلیٰ ہے جو دولت علم سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اس کے نزدیک ایک انسان اور حیوان میں فی الواقع جو شے سرمایۂ امتیاز ہے وہ عقل کا جوہر گرانمایہ ہے۔ چنانچہ جو لوگ خدا کی بخشی ہوئی عقل سے کام نہیں لیتے یا دوسرے لفظوں میں علم وفہم سے تہی دست ہوتے ہیں خدا انہیں شرف انسانیت سے محروم قرار دیتا ہے، جیسا کہ ایک جگہ فرمایا ہے:

اِنَّ شَرَّالدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الۡبُكۡمُ الَّذِيۡنَ لَايَعۡقِلُوۡنَ۔(سورہ انفال:۲۲)

'' خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے، گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے''۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:

اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا۔ (سورہ فرقان: ۴۴)

'' کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ''۔

علم اور اہل علم کے سلسلے میں قرآن مجید کے طرز التفات کے اس مختصر ذکر کے بعد اب میں سائنسی علوم کے باب میں اس کے نقطۂ نظر کو قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کروں گا۔

علوم وفنون بالخصوص سائنسی علوم کے باب میں قرآن کے نقطۂ نظر کے تعین میں علماء امت میں اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ ان علماء کا ہے جو قرآن میں سائنسی علوم کی موجودگی کا شدت سے منکر ومخالف ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے اور اسے صرف ہدایت کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہئے۔ اس میں اگر کہیں بعض علوم کا تذکرہ آگیا ہے تو اس کی حیثیت بالکل ثانوی ہے اور یہ علوم بھی وہی ہیں جو عربوں میں معروف تھے۔

اس گروہ کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ شاطبی نے اپنی کتاب الموافقات میں لکھا ہے کہ عرب کا جن علوم کی طرف فی الواقع میلان تھا ان میں علم نجوم، علم انواع، اوقات باراں، بادلوں کی پیدائش، بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی گردش، علم تاریخ، امم ماضیہ کے احوال وکوائف، طب اورفنون بلاغت شامل ہیں اور یہ وہ علوم ہیں جن کا شمار علوم صحیحہ میں ہوتا ہے۔ علم قیافہ و زجر (پرندوں سے شگون لینا)

کہانت (غیب کی باتیں) اور خط رمل (کنکریاں مارنا اور شگون لینا) کا شمار علوم باطلہ میں ہوتا ہے۔ عرب کے ان علوم کے ذکر کے بعد علامہ شاطبی فرماتے ہیں:

''صحیح علوم کو برقرار رکھنے اور باطل علوم کو باطل ٹھہرانے میں شریعت نے انہی باتوں کو پیش نظر رکھا ہے جو عربوں کو معلوم تھیں۔ ان کی مالوف باتوں سے کہیں بھی باہر قدم نہیں نکالا ہے''۔[۱]

اس کے بعد ان لوگوں پر تنقید کرتے ہیں جو قرآن سے علوم جدیدہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں: ''بعض لوگ اس معاملے میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور انہوں نے قرآن کی طرف ان تمام باتوں کو منسوب کر دیا ہے جنہیں کسی پہلو سے بھی زمرۂ علم میں شامل کیا جاسکتا ہے خواہ یہ علم متقدمین کا ہو یا متاخرین کا، مثلاً علوم طبیعیہ، علوم ریاضی ہو یا منطقیہ، علم الحروف اور دوسرے وہ تمام علوم جن میں ارباب فکر نے عقلی ترکتازیاں دکھائی ہیں۔ ان سب علوم کا منبع انہوں نے قرآن مجید کو ٹھہرایا ہے۔ ان کے اس خیال کو کسی طرح بھی درست نہیں کہا جاسکتا ہے''۔[۲]

دوسرا گروہ ان علماء کا ہے جو نہایت سختی کے ساتھ اس بات کا دعویدار ہے کہ قرآن علوم کا جامع ہے، دنیا کا کوئی قابل ذکر اور مفید علم ایسا نہیں ہے جو قرآن میں نہ پایا جاتا ہو۔ ان کے نزدیک قرآن مجید کا یہ ایک ایسا معجزاتی وصف ہے جو آج بھی اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ کلام الٰہی ہے کیوں کہ یہ بات کسی انسان کے لئے ممکن نہ تھی کہ وہ چودہ سو سال پہلے کائنات کے ان حقائق ومعارف کی خبر دیتا جو موجودہ سائنسی دور میں منکشف ہوئے ہیں۔ اس گروہ کی ترجمانی کرتے ہوئے سید عبد الرحمٰن کواکبی لکھتے ہیں:

''ان سب علوم کی تصریحات یا ان کی طرف اشارے قرآن مجید میں تیرہ سو سال سے موجود ہیں اور اب تک مخفی اس لیے رہے کہ جب ان کے ظہور کا وقت آجائے تو وہ قرآن کا معجزہ بن کر اس بات کی گواہی دیں کہ بے ریب قرآن اس رب حقیقی کا کلام ہے جس کے سوا کسی دوسرے کو غیب کا حقیقی علم حاصل نہیں ہے۔''[۳]

۱۔الموافقات، علامہ شاطبی، طبع سلفیہ، ۱۳۴۱ ہجری، ج ۲ ص ۴۶ ۲۔ایضاً ۳۔ طبائع الاستبداد، عبد الرحمان کواکبی، ص ۲۶، بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) طبع لاہور، ۱۹۶۲ء ج ۶ ص ۵۰۳۔ اس سلسلے میں قارئین درج ذیل کتابوں کا بھی مطالعہ فرمالیں۔

*کشف الاسرار النورانية القرآنية في ما يتعلق بالاجرام السماويه و الارضيه و الحيوانات و النباتات و الجواهر المعدنية، محمد بن احمد اسكندرانى (تیرہویں صدی ہجری) *بيان الاسرار الربانية فى النباتات و المعادن و الخواص الحيوانية، محمد احمد اسكندرانى *مقارنة بعض مباحث الهيئة بالوارد فى النصوص الشرعية، عبداللہ فکری پاشا (سابق وزیر تعلیم) *كتاب الحيوان، الجاحظ

مصر کے مشہور ادیب مصطفیٰ صادق رافعی نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں لکھا ہے کہ قرآن میں جملہ علوم کے اصول وکلیات موجود ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ عصر حاضر کی سائنسی ایجادات اور علوم طبیعیہ کی طرف قرآن میں واضح اشارات پائے جاتے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''اگر علوم جدیدہ کا کوئی ماہر قرآن مجید میں غور کرے اور خوب فکر کرے اور وہ فہم صحیح سے عاری نہ ہو اور کسی بات میں الجھ کر نہ رہ جائے تو اسے قرآن میں ایسے بہت سے اشارے ملیں گے جن سے حقائق عالم ظاہر ہوتے ہیں البتہ قرآن مجید ان حقائق کو شرح وبسط کے ساتھ بیان نہیں کرتا، وہ حقائق کی طرف رہنمائی کرتا ہے اگرچہ ان کے نام مقرر نہیں کرتا''۔[1]

اس گروہ کے اوّلین سرخیل امام غزالی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب جواہر القرآن میں اس سلسلے میں بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں ممکنہ علوم موجود ہیں حتیٰ کہ انہوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ قرآن میں ایسے علوم بالقوہ موجود ہیں جن کا ادراک بشر کی طاقت سے باہر ہے۔[2]

راقم سطور کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں سائنسی علوم کی موجودگی کے باب میں مذکورہ دونوں گروہ کے علماء افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ اول الذکر گروہ کا یہ کہنا کہ قرآن مجید میں سائنسی علوم کا سرے سے کوئی ذکر نہیں حقیقت واقعہ کے خلاف ہے، جیسا کہ میں آگے چل کر واضح کروں گا۔ اسی طرح موخرالذکر گروہ کا یہ خیال کہ قرآن میں جملہ علوم کے اصول وکلیات موجود ہیں محل نظر ہے اور اس میں صریح مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اس بات میں صحیح نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن کی مختلف سورتوں میں بلا شبہ ایسی آیات موجود ہیں جن میں سائنسی علوم کی طرف واضح اشارات پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اگلی سطروں میں مختلف عنوانات کے تحت ان آیات کو لکھا گیا ہے جن میں بعض سائنسی حقائق کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن ان حقائق کے ذکر سے قرآن کا مقصود فی نفسہ سائنسی علوم کا ذکر واثبات نہیں بلکہ اس کے اساسی موضوعات: توحید رسالت اور آخرت کا عقلی اثبات ہے۔ مزید برآں، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ خالق کائنات کا کلام ہے۔

۱- اعجاز القرآن، مصطفیٰ صادق رافعی، ص ۱۴۵ تا ۱۶۶ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) لاہور، ۱۹۶۲ ج ۲، ص ۵۰۵
۲- جواہر القرآن، امام غزالی طبع مصر، ۱۳۲۹ ہجری، ص ۳۱ تا ۳۴

علم ہیئت

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (سورہ:اعراف:۵۴)

''درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اپنے عرش پر متمکن ہوا۔ (یعنی کائنات خلقت میں اپنے قوانین جاری کردیے) جو رات کو دن پر ڈھانکتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ سورج چاند اور ستارے سب اسی کے تابع فرمان ہیں۔ سن لو، خلق اور امر دونوں اسی کے ہیں بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار''۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ۔ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ (سورہ انبیاء:۳۳)

''اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج چاند کو پیدا کیا، سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں''۔

وَ یُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (سورہ حج:۶۵)

'' اور وہ اللہ ہی ہے جو آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گرسکتا ہے۔ بے شک اللہ انسانوں کے حق میں بے اندازہ شفیق اور رحیم ہے''۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا۔ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً الخ۔ (سورہ فرقان:۶۱۔۶۲)

''بڑی ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ (سورج) اور ایک چمک دار چاند رکھ دیا۔ وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی الخ (سورہ لقمان:۲۹)

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ سب ایک مدت مقررہ تک جارہے ہیں''۔

وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۔ وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ. وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ. لَاالشَّمْسُ يَنْۢبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَاالَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ. وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ. (سورہ یٰسٓ:۳۷۔۴۰)

"اورلوگوں کے لئے ایک نشانی رات بھی ہے۔ ہم ہی اس سے دن کو علیحدہ کرتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھاجاتا ہے۔ اور سورج اپنے مستقر کی طرف چلا جارہا ہے۔ یہ زبردست قدرت اور علم رکھنے والی ہستی کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں متعین کردی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ بالآخر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں"۔

وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ. (سورہ ذاریات:۴۷)

"آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھ (یعنی طاقت) سے بنایا ہے اور ہم ہی اس کو وسعت دینے والے ہیں"۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا. وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا. (سورہ نوح:۱۵۔۱۶)

"کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان طبق درطبق بنائے۔ اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا"۔

علم طبیعات

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا (سورہ انبیاء:۳۰)

"کیا وہ لوگ غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان کو جدا کیا"۔

يَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ (سورہ انبیاء: ۱۰۴)

"وہ دن جب کہ ہم آسمان کو یوں لپیٹ دیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دئے جاتے ہیں"۔

ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ (سورہ حٰمٓ سجدہ:۱۱)

"پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا"۔

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ. وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (سورہ معارج:۸۔۹)

"جس روز (یعنی روزحشر) آسمان پگھلی ہوئی چاندی [1] (یا تانبے) کی مانند اور آسمان دھنے ہوئے

۱۔ مھل کے متعدد معانی ہیں، مثلاً فلذات، جیسے چاندی، لوہا، تانبا، پگھلی ہوئی دھاتیں، پتلا قطران، زیتون کا تیل وغیرہ۔ ان کثیر معانی کی وجہ سے یہ تعیین مشکل ہے کہ ان میں سے کون سے معنی یہاں مراد ہیں۔ یہ تعیین اس لیے اور بھی مشکل ہے کہ ابھی یہ واقعۂ سماوی ظہور میں نہیں آیا ہے۔

اون کی طرح ہوجائے گا"۔

یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ. فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ. وَ خَسَفَ الْقَمَرُ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ (سورہ قیامہ:٦)

" پوچھتے ہیں کب وقوع میں آئے گا وہ قیامت کا دن ؟ جب آنکھیں خیرہ ہوجائیں گی، چاند بےنور ہوجائے گا۔ اور چاند سورج یکجا کر دیے جائیں گے"۔

اِذَاالشَّمْسُ كُوِّرَتْ. وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ. وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ. (سورہ تکویر:۱۔۳)

" جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے"۔

علم ریاضی

وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُالْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ (سورہ انعام:۹٦)

" اسی نے رات کو ذریعۂ سکون بنایا اور اسی نے چاند اور سورج (کے طلوع وغروب) کا حساب مقرر کیا۔ یہ زبردست قدرت اور علم رکھنے والی ہستی کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے"۔

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ۔ مَاخَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (سورہ یونس:۵)

"وہی ہے جس نے سورج کو ضیا اور چاند کو نور بنایا۔ اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم اس سے برسوں کی گنتی اور (تاریخوں کا) حساب معلوم کرو۔ اللہ نے یہ سب کچھ برحق پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں"۔

اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۔ وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِيْزَانَ۔ (سورہ رحمٰن : ۵۔۷)

" سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں۔ اور تارے اور درخت سب اطاعت گزار ہیں۔ اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کی"۔

علم طبقات الارض

وَ هُوَ الَّذِىْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِىَ وَ اَنْهٰرًا وَّ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَ فِى الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ۔ الخ (سورہ رعد: ۳۔۴)

''اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ نصب کیے اور دریا جاری کیے اور اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ... اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں''۔

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ (سورہ حجر:۱۹)

'' اور ہم نے زمین کو پھیلایا اس میں پہاڑ نصب کیے اور اس میں ہر نوع کی نباتات ٹھیک ٹھیک نپی تلی مقدار کے ساتھ اگائیں''۔

"وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (سورہ نحل:۱۵)

'' اور اس نے زمین میں پہاڑ نصب کیے تاکہ وہ تم کو لے کر لڑھک نہ جائے، اور اسی نے دریا جاری کیے اور (قدرتی) راستے بنائے تاکہ تم راہ پالو''۔

"وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ۔(سورہ انبیاء:۳۰۔۳۱)

" اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا۔ کیا وہ اسے نہیں مانتے۔ اور زمین میں پہاڑ جمادیے تاکہ وہ انہیں لے کر لڑھک نہ جائے''۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔(سورہ نمل:۶۱)

''وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا جاری کیے اور اس میں پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک پردہ (حد فاصل) رکھا۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے۔ نہیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

"وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ۔ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔(سورہ لقمان:۱۰۔۱۱)

'' اور اس نے زمین میں پہاڑ نصب کیے تاکہ وہ تمہیں لے کر لڑھک نہ جائے۔ اور اسی نے ہر طرح کے جانور زمین میں پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں ہر قسم کی عمدہ نباتات اگائیں۔ یہ تو ہے اللہ کی تخلیق۔ اب ذرا مجھے دکھاؤ ان دوسروں نے کیا پیدا کیا ہے۔ (جنہیں

تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو) اصل بات یہ ہے کہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں"۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُوْدٌ۔ (سورہ فاطر:۲۷)

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس کے ذریعے ہم نے ہر طرح کے پھل نکالے جن کے رنگ مختلف ہیں۔(اسی طرح) پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں، سفید اور سرخ، ان کے بھی رنگ مختلف ہیں۔ اور بہت گہرے سیاہ"۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا۔ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا۔ (سورہ نوح:۱۹، ۲۰)

"اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھایا تا کہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔"

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا۔ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا۔ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا۔ (سورہ مرسلات: ۲۵۔۲۷)

"کیا ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنایا۔ زندوں کے لیے بھی اور مردوں کے لئے بھی۔ اور ہم نے اس میں بلند و بالا پہاڑ نصب کیے اور تمہیں میٹھا پانی پلایا"۔

علم نباتات

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورہ انعام:۹۹)

"اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے ہم نے ہر قسم کی نباتات اگائیں پھر ان میں ٹہنیاں نکالیں جن سے ہم گتھے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کرتے ہیں جو بوجھ سے جھکے پڑتے ہیں۔ اور انگور، زیتون اور انار کے باغ اگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور باہم مختلف بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر پکنے کی کیفیت کو ذرا غور سے دیکھو۔ ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں"۔

وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ۔ (سورہ نحل۔ ۱۳)

''اور بہت ساری چیزیں جو اس نے تمہارے لیے زمین میں پیدا کی ہیں ان کے رنگ باہم مختلف ہیں۔ اس میں بلاشبہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں''۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا (سورہ فاطر:۲۷)

'' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس کے ذریعے ہم نے ہر طرح کے پھل پیدا کیے جن کے رنگ باہم مختلف ہیں''۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (سورہ یٰس:۳۶)

''ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے، خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو وہ جانتے نہیں''۔

علم حیوانات

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ۔ (سورہ انعام:۳۸)

''زمین میں چلنے والے ہر قسم کے جاندار اور پروں پر اڑنے والے ہر قسم کے پرندے تمہاری ہی طرح کی انواع ہیں''۔

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ (سورہ نحل:۶۶)

''اور تمہارے لیے چوپایوں میں بھی غور وفکر کا مقام ہے۔ ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے درمیان سے ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوش مزہ ہے''۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ۔ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ (سورہ نحل:۶۸،۶۹)

''اور دیکھو تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو یہ وحی کی (یعنی اس کی فطرت میں یہ ملکہ ودیعت کیا) کہ تو پہاڑوں اور درختوں میں اور ٹہنیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس پھر اور اپنے رب کی مقرر کی ہوئی راہ پر چلتی رہ۔ اس مکھی کے اندر سے ایک

شربت نکلتا ہے (شہد) جس کے رنگ ہوتے ہیں۔جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں''۔

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ مَایُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ (سورہ نحل:۷۹)

''کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا جو آسمان کی فضاؤں میں مسخر نظر آتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جو ان کو تھامے ہوئے ہو۔ اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں''۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ۔ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (سورہ نور:۴۵)

''اور اللہ نے ہر جاندار کو (ایک خاص قسم کے)پانی سے پیدا کیا۔ ان میں سے کوئی تو پیٹ کے بل چل رہا ہے اور کوئی دو ٹانگوں پر اور کوئی چار ٹانگوں پر۔ اور(وہ) جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ۔ (سورہ فاطر:۲۸)

''اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں''۔

علم طب

وَ هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ الخ

'' اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا''۔

"یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمْ۔ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَانَشَآءُ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اَشُدَّکُمْ۔(سورہ حج۔۵)

''اے لوگو! اگر تم کو دوبارہ جی اٹھنے میں کوئی شک ہے (تو اپنی ابتدائی حالت پر غور کرو جب) ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر علقہ (جمے ہوئے خون) سے پھر مضغہ (گوشت کے لوتھڑے) سے جو شکل والی (جوف دار) بھی ہے اور بے شکل (ٹھوس) بھی تا کہ ہم تم پر (حقیقت)

واضح کردیں۔ اور ہم جس نطفے کو چاہتے ہیں ایک وقت مقررہ تک رحموں میں ٹھہرا رکھتے ہیں پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں باہر نکالتے ہیں پھر تمہاری پرورش کرتے ہیں تاکہ تم جلد بلوغ کو پہنچ جاؤ''۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ (سورہ مومنون:۱۲۔۱۴)

''ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا۔ پھر علقہ کو گوشت کے ایک لوتھڑے میں تبدیل کیا، پھر گوشت کے لوتھڑے کو ہڈیوں کی صورت دی، پھر ہڈی پر گوشت چڑھایا، پھر ہم نے اسے ایک بالکل دوسری ہی مخلوق بنادیا۔ یقیناً اللہ بڑا ہی برکت والا اور سب خالقوں سے بڑھ کر خالق ہے''۔

اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ ثُمَّ سَوّٰهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔ (سورہ سجدہ:۷۔۹)

''جو چیز بھی اس نے بنائی خوب بنائی۔ اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا طین (گیلی مٹی) سے کی، پھر اس کی نسل ایک قسم کے حقیر پانی کے خلاصہ سے چلائی۔ پھر اس کو نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی۔ اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل بنائے (اس پر بھی)۔ تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو''۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا۔ (سورہ فاطر:۱۱)

''اور اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہارے جوڑے بنائے''۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ۔ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ۔ (سورہ زمر:۶)

''اسی اللہ نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر اس جان سے اس کا جوڑا بنایا، اور اسی نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کیے۔ اور وہی تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تاریک پردوں کے اندر تم کو ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی ہے اللہ تمہارا رب،

بادشاہی اسی کی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر پھرے جا رہے ہو''۔

وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا۔ ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَ يُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا۔ (سورہ نوح: ۱۷، ۱۸)

'' اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا۔ پھر وہ تمہیں اسی میں واپس لے جائے گا اور اسی میں سے (ایک دن) تم کو نکال کھڑا کرے گا''۔

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـًٔـا مَّذۡكُوۡرًا۔ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ (سورہ دھر: ۱۔ ۲)

'' بے شک انسان پر زمانے کا ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا''۔

فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ۔ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ۔ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ۔ (سورہ طارق: ۵ تا ۸)

'' انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے، جو ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یقیناً وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے''۔

آیات مذکورہ بالا سے نہ صرف قرآن مجید میں سائنسی علوم کی موجودگی ثابت ہوجاتی ہے بلکہ اس خیال کی تردید بھی ہوتی ہے کہ قرآن میں صرف انہی علوم کا تذکرہ آیا ہے جو عربوں میں معروف تھے۔

مظاہر فطرت اور قرآن کی دعوت تفکر

قرآن مجید کی متعدد آیات میں انسانوں کو عالم فطرت کے واقعات ومظاہر پر غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے اور یہ کہا گیا کہ ان میں ارباب علم کے لئے بہت سی نشانیاں (آیات) ہیں۔ اس سلسلے میں مختلف سورتوں کی درج ذیل آیات قابل ملاحظہ ہیں:

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ۔ اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَ النَّهَارِ وَ الۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَ بَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ۔ (سورہ بقرہ: ۱۶۴)

'' تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی ساخت میں اور رات ودن کے بدلتے رہنے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی

چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے برسایا، پھر اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندگی دی اور (اسی کے ذریعہ) زمین میں ہر قسم کے جاندار پھیلائے، ہواؤں کی گردش میں ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں''۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ۔ وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ (سورہ رعد: ۲ تا ۴)

'' یہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کسی ظاہری ستون کے بلند کر رکھا ہے، پھر وہ اپنے تخت اقتدار (عرش) پر جلوہ افروز ہوا۔ یعنی کائنات میں اپنے احکام وقوانین جاری کیے) اور آفتاب و ماہتاب کو تابع فرمان بنایا۔ ہر ایک متعین میعاد تک کے لئے (اپنے مقررہ راستے) چلا جارہا ہے۔ وہی (اس تمام کارخانۂ خلقت کا) انتظام کر رہا ہے۔ وہ (اپنی قدرت وحکمت کی) نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تمہیں یقین ہوجائے کہ (ایک دن) تم کو اپنے پروردگار سے ضرور ملنا ہے۔ اور وہی ہے جس نے اس زمین کو پھیلایا، اس میں پہاڑ نصب کیے اور اس میں دریا جاری کیے۔ اور اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے۔ پھر وہی دن پر رات طاری کرتا ہے۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ اور زمین میں قطعے (طبقات) ہیں، ایک دوسرے سے متصل، ان میں انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں۔ کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دہرے، سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں مگر ہم بعض پھلوں کو بعض پر مزے میں برتری دیتے ہیں یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں''۔

هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ۔ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ۔ اِنَّ فِیْ

ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ وَ مَا ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ۔(سورہ نحل:۱۰تا۱۳)

''وہ (خدا)وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو پینے کا پانی ملتا ہے اور اس سے درخت بھی پیدا ہوتے ہیں، جس میں تم (اپنے مویشی) چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لیے (ہر طرح کے غلوں کی) کھیتیاں اگاتا ہے۔ نیز زیتون، کھجور انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کرتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے ایک بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔ اس نے تمہارے بھلائی کے لئے رات، دن سورج اور چاند کو مسخر کیا اور ستارے بھی اسی کے تابع فرمان ہیں۔ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور زمین میں اس سے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان کے رنگ باہم مختلف ہیں۔ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو صاحب فہم ہیں''۔

وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ۔ وَ اِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَکَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا۔ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔ (سورہ نحل:۶۵،۶۹)

''اللہ ہی نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کیا۔ بے شک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو (کان لگا کر) سنتے ہیں۔ اور مویشیوں میں بھی تمہارے لئے غور وفکر کا مقام ہے۔ ان کے شکم میں جو گوبر اور خون ہے اس کے درمیان سے ہم تم کو خالص دودھ پینے کے لئے دیتے ہیں، جو پینے والوں کو خوش مزہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور کھانے کی عمدہ چیزیں بناتے ہو بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور (دیکھو) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو یہ وحی کی (یعنی اس کی جبلت میں یہ ملکہ ودیعت کردیا) کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ٹہنیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں چھتے بنا اور ہر طرح کے

پھلوں کا رس چوستی پھر اسی طرح اپنے پروردگار کے مقرر کیے ہوئے راستے پر پوری فرماں برداری کے ساتھ چلتی رہ(اس کے نتیجے میں تم دیکھتے ہو کہ) اس کے شکم سے مختلف رنگوں کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں انسان کے لئے شفا ہے۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو غوروفکر کرتے ہیں''۔

" اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ۔(سورہ روم:۸)

''کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور نہیں کیا۔ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مدت مقررہ تک کے لئے پیدا کیا ہے، مگر بہت سے لوگ اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں''۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ (سورہ روم:۲۱ تا ۲۳)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کی۔ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانش مندوں کے لئے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا اور تمہارا اس کے فضل (روزی) کو تلاش کرنا ہے۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو (غور سے) بات سنتے ہیں''۔

آیات مذکورہ میں عالم فطرت سے متعلق مختلف موضوعات ومسائل، مثلاً تخلیق ارض وسما، اختلاف لیل ونہار، نظام باراں، پانی کی اثر انگیزی، تصریف ریاح، زمین اور آسمان کے درمیان بادلوں کی تسخیر، عظیم الجثہ اجرام سماویہ کا فضائی نیلگوں میں کسی سہارے کے بغیر قائم رہنا، تسخیر شمس وقمر، نجوم، تسخیر لیل ونہار، زمین کی توسیع وتسویہ اور اس میں پہاڑوں اور دریاؤں کا وجود، موجودات عالم میں اصول زوج کی کارفرمائی، طبقات ارض عالم نباتات کی بوقلمونی، درختوں کے پھلوں میں رنگ وبو اور

کثیر اختلاف، جانوروں کے تھنوں میں شیریں دودھ کی پیدائش، شہد کی مکھی کا طریقہ شہد سازی عالم انفس، تخلیق انسان اور اس کے مدارج، انسانوں میں رنگ اور زبان کا اختلاف وغیرہ زیر بحث آئے ہیں اور قرآن مجید نے ان واقعات ومظاہر کو اہل علم وعقل کے لئے اپنی آیات (نشانیاں) قرار دیا ہے۔ لیکن ان آیات سے اس کا مقصود کیا ہے؟

مظاہر فطرت کو اپنی آیات ونشانیاں قرار دینے سے قرآن کی اصلی غرض توحید اور معاد کا اثبات ہے، جو اس کے دو اساسی موضوعات ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عالم فطرت میں کثرت اور تنوع ہے۔ اس کثرت وتنوع کو دیکھ کر بسا اوقات انسان دھوکہ کھاجاتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ ایک سے زیادہ طاقتوں کی کرشمہ سازی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ کثرت وتنوع کے باوجود تمام مظاہر کائنات ایک محکم قانون کے تابع ہیں اور اس سے ان کے متنوع ہونے کی نفی ہوجاتی ہے۔ کائنات کے مختلف واقعات ومظاہر میں جو کامل توافق وسازگاری دیکھنے کو ملتی ہے اور کہیں ادنیٰ درجے کی بے نظمی نظر نہیں آتی وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس قانون فطرت کا بنانے والا اور اس کے مطابق ساری کائنات کا نظم وانصرام کرنے والا ایک ہی وجود برتر ہے، ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں نظم کائنات میں اختلال وانتشار ناگزیر ہے۔ اسی حقیقت کا نام مذہب کی اصطلاح میں توحید ہے۔

مظاہر کائنات پر غوروفکر سے دوسری اہم حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عالم مادی برحق (بالحق) ہے، یہ کوئی نظر کا دھوکہ اور فریب خیال نہیں ہے، جیسا کہ ہر دور کے اکثر صوفیاء کا خیال رہا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس عالم مادی کو بقا ودوام حاصل نہیں ہے۔ ہر شے کی طرح اس کی بھی ایک مدت حیات یا قرآن کے الفاظ میں '' اَجَلٍ مُسَمّٰی '' ہے۔ اس کے بعد اس کو نیست ونابود ہوجانا ہے اور پھر ایک دوسرا عالم نئے احوال وکوائف کے ساتھ وجود میں آئے گا۔ اسی حقیقت کو اسلام میں اصطلاحاً معاد کہا گیا ہے۔

توحید اور معاد کے ان بنیادی تصورات کی حقیقی تفہیم اس کے بغیر ممکن نہیں کہ انسان کائنات کے مختلف واقعات ومظاہر کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو اور جن پر غوروفکر کی دعوت قرآن میں بکثرت مقامات پر دی گئی ہے۔ خوش قسمتی سے اس سائنسی عہد میں وہ اسباب وذرائع موجود ہیں جن کی مدد سے مظاہر فطرت کی اصل حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جدید سائنسی علوم کی تحصیل از روئے قرآن

واجب ہے بالخصوص علماء پر کیوں کہ ان علوم کو حاصل کیے بغیر نہ تو تخلیق ارض وسما میں صحیح طور پر غور وفکر ممکن ہے اور نہ ہی توحید ومعاد سے متعلق قرآن کے آفاقی اور انفسی دلائل کی واقعی تفہیم ممکن ہے۔

یہاں ایک سوال آپ کے ذہن میں پیدا ہوسکتا ہے کہ اگر توحید ومعاد سے متعلق قرآن مجید کے آفاقی اور انفسی دلائل کی تفہیم سائنسی علوم کی تحصیل پر منحصر ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ماضی میں جب جدید سائنسی علوم نہ تھے تو مسلمان، جن میں جلیل القدر علماء بھی شامل ہیں، ان دلائل کے فہم سے عاجز تھے اور توحید ومعاد پر ان کا ایمان بالکل سطحی اور غیر عاقلانہ تھا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ توحید ومعاد کے تصورات پر قرآن نے انفس وآفاق کے واقعات ومظاہر سے ایسے بلیغ اسلوب اور معجزانہ الفاظ میں استدلال کیا ہے کہ ہر دور کا انسان اپنی اپنی لیاقت واستعداد کے مطابق ان کا مفہوم سمجھتا رہا ہے اور ان کے مقصود ومطلوب کو بھی حاصل کرتا رہا ہے لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ فطرت کے واقعات ومظاہر کے ظہور کے اسباب وعلل کے حقیقی فہم وادراک سے ماضی کا انسان قاصر تھا۔ مثال کے طور پر فلکیاتی نظام کو لیجئے۔ یہ نظام فضائے بسیط میں جس قانون تجاذب کے نتیجے میں قائم ہے۔ اس سے ماضی کا انسان بالکل بے خبر تھا۔ لیکن جہاں تک فلکیاتی نظام کے مشاہداتی تاثرات کا تعلق ہے اس میں دور قدیم وجدید کا انسان مساوی حیثیت رکھتا ہے، یعنی جس طرح ماضی کا انسان اپنی ظاہری آنکھوں سے یہ دیکھ کر کہ ان گنت ستارے اور سیارے فضائے ناپیدا کنار میں کسی ظاہری سہارے کے بغیر مصروف گردش ہیں، متحیر رہ جاتا تھا اور اس کے دل میں خالق کائنات کے علم وحکمت اور اس کی عظمت وقدرت کے نقوش جاگزیں ہوجاتے تھے ٹھیک اسی طرح دور جدید کے ارباب علم وخرد جب بڑی بڑی رصد گاہوں سے طاقت ور دوربینوں کے ذریعے فلکیاتی نظام کا مشاہدہ کرتے ہیں تو وہ بھی یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ ستارے اور سیارے اپنی کثرت تعداد، تیزی رفتار اور توسیع دائرہ حرکت کے باوجود کسی تصادم سے دو چار ہوئے بغیر حد درجہ حیران کن نظم وترتیب کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔ لیکن قدیم اور جدید انسان کے مشاہد وتأثر کے درجے میں بہت نمایاں فرق ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قرآن مجید خدا کا آخری کلام ہے اور تا وقوع قیامت یہ ہر دور کے انسانوں کے لئے حجت ہے اس لئے ماننا ہوگا کہ قرآن کی ان آیات کے اصلی مخاطب، جن

کا تعلق عالم فطرت کے پیچیدہ واقعات و مظاہر سے ہے، فی الواقع عصر حاضر کے انسان ہیں، قرآن مجید میں ایسی آیتیں بھی موجود ہیں جن کے اصل مخاطب آنے والے زمانے کے لوگ ہیں، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

قرآن مجید اور اسرار فطرت

قرآن مجید میں فطرت کے جن حقائق کو بے نقاب کیا گیا ہے ان میں سے بعض حقائق تو وہ ہیں جن کی صداقت دور حاضر کی سائنسی تحقیقات کے نتیجے میں ہم پر بالکل عیاں ہوچکی ہے، لیکن بعض ایسے حقائق بھی ہیں جن تک ابھی سائنسی علوم کی رسائی نہیں ہوسکی۔ ان حقائق سے متعلق چند آیتیں گزشتہ صفحات میں علم طبیعات کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں۔ یہاں صرف دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک آیت کا تعلق معلوم حقائق سے اور دوسری آیت کا تعلق بڑی حد تک نا معلوم حقائق سے ہے۔ پہلی آیت یہ ہے:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ۔ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ۔ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ۔(سورہ طارق:۵تا۸)

''انسان دیکھے (یعنی غور کرے) کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے بنایا گیا ہے۔ جو ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان (بَیْنَ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِب) سے نکلتا ہے۔ بیشک وہ اس کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے''۔

اس آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا مادہ منویہ (Seminal Fluid) پسلیوں اور ریڑھ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ نزول قرآن سے پہلے کے طبی لٹریچر جس میں یونانی طبی لٹریچر بھی شامل ہیں، اور اس کے بعد طبی لٹریچر میں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اس انسان کا مادۂ منویہ پسلیوں اور ریڑھ کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اس سلسلے میں جدید علم تشریح (Anatomy) کا بیان یہ ہے کہ ماء دافق (منی) انثیین (Testicles) میں بنتا ہے اور چھوٹی چھوٹی رگوں کے ذریعے ایک بڑی خم دار نلی میں آتا ہے جسے خصیۂ فوقانی (Epididymis) کہتے ہیں اور وہاں سے ایک بڑی نلی، مجری ناقل (Deferent duct) کے ذریعے کیسۂ منی (Seminal Vesicle) میں آتا ہے۔ جہاں سے وہ مجری دافع (Ejaculatory) کے ذریعے خارج ہوتا ہے۔

اس جدید تشریحی بیان کی روشنی میں قرآن کا بیان بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا بیان بالکل سچائی پر مبنی ہے جدید تشریحی تحقیقات (ModernAnatomicalResearch) سے معلوم ہوا کہ خصیے کا اصلی مقام فوطہ نہیں بلکہ ٹھیک وہ جگہ ہے جسے قرآن میں بین الصلب والترائب کہا گیا ہے۔ چوں کہ اندرون شکم درجہ حرارت زیادہ ہوتا ہے اور یہ خصیوں میں تولید جراثیم کے عمل میں مانع ہے اس لیے دسویں قمری مہینے کے اختتام پر یعنی بچے کی پیدائش سے کچھ پہلے خصیے، فوطے میں منتقل ہوجاتے ہیں لیکن اخراج منی کے عصبی نظام کا کنٹرول بین الصلب والترائب ہی کے مقام پر رہتا ہے۔ چنانچہ بوقت جماع یا کسی بھی شہوانی خیال کے تحت جب دماغ سے برقی رواس مقام یعنی حرام مغز کے صلبی حصے (Lumbar Region) کے مرکز اعصاب کو پہنچتی ہے تو اس کی تحریک (Trigor Action) سے کیسۂ منویہ سکڑتا ہے اور منی ماء دافق کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔[1]

نامعلوم حقائق سے متعلق دوسری آیت ملاحظہ ہو:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ سْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَاتَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ (سورہ رحمن: ۳۳ تا ۳۸)

''اے گروہ انس وجن! اگر تم اس کی طاقت رکھتے ہو کہ زمین اور آسمان کے کناروں (فضائی حدود) سے نفوذ[2] کرسکو تو نفوذ کرو، تم نفوذ نہیں کرسکتے مگر طاقت کے ساتھ۔ تم اپنے رب کے کن کن کرشموں[3] کو جھٹلاؤ گے۔ (جب تم طاقت کے استعمال کے بعد نفوذ کروگے تو) تم پر آگ کا شعلہ[4] اور دھواں[5] چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کرسکو گے۔ تم اپنے رب کی کن کن قدروں کو جھٹلاؤ گے۔

۱۔ تفصیل کے لئے دیکھیں: گریز اناٹمی، ص ۲۶۱، ۱۵۵۴ مزید دیکھیں مضمون: قرآن اور علم الجنین، جو اسی کتاب میں شامل ہیں۔

۲۔ نفوذ کے معنی چھید کر کے پار ہوجانے کے ہیں۔ نفذ الهم الرمية و فيها و منها کے معنی ہیں: تیر کا شکار میں لگ کر پار ہوجانا (منجد) مزید دیکھیں: لسان العرب، طبع بیروت، ۱۹۵۵ ج ۳، ص ۵۱۴

۳۔ الی کی جمع آلا ہے۔ اسکے دو معنی ہیں۔ ایک نعمت اور دوسرے قدرت وکرشمہ، حدیث میں ہے،۔ تفكروا فی آلاء الله ولا تفكروا فی الله۔ نابغہ کا شعر ہے: هم الملوک و ابناء الملوک لهم

فضل علی الناس فی الالاء والنعم (لسان العرب، ج ۱۴ طبع بیروت۔ ۱۹۵۶)

۴۔ شواظ کے معنی شعلے کے دھواں کے ہیں۔ سورج اور آگ کی گرمی کے معنی بھی آتے ہیں (لسان العرب، ج ۷، ص ۴۴۶، طبع بیروت، ۱۹۵۶ء)

۵۔ نحاس کے معنی دھواں کے ہیں یا ایسا دھواں جس میں شعلہ نہ ہو۔ (لسان العرب، ج ۶ ص ۲۲۷، طبع بیروت، ۱۹۵۶ء)

(پھر اس وقت کیا حال ہوگا) جب آسمان پھٹے گا (یعنی اس کی بندشیں کھل جائیں گے۔ اور وہ سرخ چمڑے[1] کی طرح ہوجائے گا۔تم اپنے رب کی کن کن قدروں کا انکار کروگے"۔

یہ قرآن مجید کی ایک اہم سورہ کی آیات ہیں اور گہرے غور وفکر کی طالب ہیں۔ ان آیات کی تفسیر میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے اور اس اختلاف کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ ان آیات کا تعلق ان حقائق فطرت سے ہے جن کی تہہ تک ابھی خود جدید سائنس بھی نہیں پہنچ سکی ہے۔ میں نے نظم کلام اور الفاظ قرآنی کی روشنی میں جو کچھ سمجھا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ ان آیات میں تین اہم باتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ انسان زمین کی فضائی حدود سے طاقت کے ذریعے نفوذ کرکے نظام شمسی کے دوسرے سیاروں کی حدود میں داخل ہوسکتا ہے، اور وہ داخل بھی ہوچکا ہے۔ آیت : لَاتَنفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ "نفوذ نہیں کرسکتے مگر طاقت کے ساتھ" سے یہی مفہوم نکلتا ہے۔ آگے کی آیت: يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ۔ "تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا۔" سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔لیکن اکثر مفسرین نے اس آیت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسان زمین وآسمان کے کناروں یعنی ان کے حدود سے نفوذ نہیں کرسکتا ہے۔ اگر آیت کا یہ مفہوم ہے تو پھر آگے کی آیت جس میں آگ اور دھوئیں سے دو چار ہونے کا ذکر ہوا ہے اس کا کیا مطلب ہوگا؟ نظم کلام سے بالکل واضح ہے کہ یہ مقام آتش ودود تو زمین اور آسمانوں کی حدود سے نفوذ کرجانے کے بعد ہی آسکتا ہے۔ اب تک بین السیاراتی نفوذ کی انسانی کوششوں سے پہلی ہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔

دوسری اہم بات یہ بیان کی گئی ہے کہ انسان خواہ کتنی ہی جانفشانی کرے نظام شمسی کے سیاروں سے آگے اس کا گزر ممکن نہیں ہے۔ آیت: "يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَاتَنْتَصِرَانِ" تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کرسکو گے" اس عدم امکان پر دلالت کرتی ہے،لیکن آیت کا صحیح مفہوم مستقبل میں سائنس کی مزید خلائی پیش رفت ہی سے جانا جاسکے گا۔

۱- دھان کے معنی سرخ چمڑے کے ہیں (لسان العرب، ج ۱۳، ص ۱۶۲، طبع بیروت، ۱۹۵۶ء)

تیسری اہم بات جس کا ذکر ان آیات میں ہوا وہ یہ ہے کہ وقوع قیامت کے وقت نظام شمسی میں جو تبدیلیاں واقع ہوں گی ان میں سے ایک نمایاں تبدیلی یہ ہے کہ آسمان سرخ ہوجائے گا۔ آسمان کی اس سرخی کو قرآن نے چمڑے کی سرخی کے مشابہ قرار دیا ہے۔ "وَرْدَةً كَالدِّهَان" لیکن یہ مفہوم بھی ابھی غیر واضح ہے۔ آئندہ سائنسی تحقیقات سے حیات شمسی کے آخری ایام میں واقع ہونے والے اس واقعہ سماوی کی اصل حقیقت معلوم ہوسکے گی۔

قرآن مجید میں اس نوع کی آیات کی موجودگی سے بالکل ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اس علیم وخبیر ہستی کا کلام ہے جو کائنات خلقت کے ہر راز سے واقف ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ ان آیات سے ان لوگوں کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ قرآن میں صرف انہی علوم کا تذکرہ ہوا ہے جو عربوں کو معلوم تھے۔ عرب تو کیا ماضی قریب کے انسان بھی ان حقائق فطرت سے واقف نہ تھے، حتیٰ کہ دور جدید کا انسان بھی پورے طور پر ان سے آگاہ نہیں ہے۔

قرآن مجید اور تسخیر فطرت

سائنسی علوم سے متعلق متذکرہ صدر آیات سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ قرآن اپنے ماننے والوں کو سائنسی طرز فکر عطا کرتا ہے اور انہیں ان علوم کی تحصیل کی ترغیب دیتا ہے جن کی مدد سے وہ نہ صرف فطرت کے واقعات ومظاہر کی حقیقت تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں بلکہ خود فطرت کو مسخر کرسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی درج ذیل آیت بڑی معنی خیز ہے، فرمایا:

وَ سَخَّرَلَكُمْ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ (سورہ جاثیہ:۱۳)

"اس نے اپنی طرف سے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کردیا ہے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غوروفکر کرتے ہیں"۔

اس آیت کے علاوہ قرآن مجید کی دیگر آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ نے انسانوں کے لئے سورج، چاند ستاروں اور سمندروں کو مسخر کردیا ہے۔(نحل:۱۲، اعراف:۵۴) بعض آیات میں جانوروں کی تسخیر کا ذکر آیا ہے۔(سورہ حج:۳۶) لیکن آیت مذکورہ بالا میں کسی مخصوص شے کی تسخیر کے

بجائے زمین اور آسمانوں کی جملہ اشیاء کی تسخیر کی بات کہی گئی ہے، حالانکہ اس کائنات مادی میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بالفعل انسانوں کے لئے مسخر نہیں ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ بالقوہ مسخر ہیں، بالفاظ دیگر اگر انسان اپنی عقل وفکر کی قوتوں کو صحیح طور پر بروئے کار لائے تو عالم فطرت کی غیر مسخر اشیاء کو بھی مسخر کرسکتا ہے۔ جدید سائنسی علوم کے انکشاف سے پہلے بجلی کی حقیقت اور اس کے فوائد سے انسان بے خبر تھا۔ فضائے بسیط میں ریڈیائی لہروں وغیرہ کے وجود سے بھی وہ آگاہ نہ تھا سائنس کی مسلسل تحقیقات کے نتیجے میں آج انسان فطرت کی ان غیر مسخر قوتوں کو مسخر کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ تسخیر فطرت کا عمل اگر اسی رفتار سے جاری رہا تو ایک دن انسان کو عالم فطرت پر مکمل بالادستی حاصل ہوجائے گی اور "سَخَّرَلَكُمْ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" کا قرآنی بیان حقیقت واقعہ بن جائے گا۔

یہاں اس تلخ حقیقت کا ذکر کرنا مناسب نہ ہوگا کہ موجودہ دور میں تسخیر فطرت کے لئے کی جانے والی جدوجہد میں مسلمانوں کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے صرف اس لئے کہ وہ سائنسی علوم کی تحصیل میں پیچھے رہ گئے۔ اس غفلت کی ایک بڑی وجہ ذکر اور فکر میں تفریق ہے۔ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ہر دور میں ذکر کی طرف گیا اور فکر سے بے نیاز رہا، ایک چھوٹا سا طبقہ (اہل فلسفہ) فکر کی طرف مائل ہوا لیکن ذکر سے غافل رہا۔ ان کی یہ فکر بھی اہل یونان کے قیاسی فکر وفلسفہ کی مدد سے مابعد الطبیعاتی مسائل کے حل میں مدتوں الجھی رہی۔ انہوں نے مظاہر فطرت سے مطلق تعرض نہ کیا۔ حیرت ہے کہ مسلمانوں کے ان دونوں طبقات نے قرآن کی درج ذیل آیت کی موجودگی میں نہ صرف ذکر وفکر میں تفریق کی بلکہ فکر کی ایک ایسی راہ اختیار کی جو غیر قرآنی تھی۔ فرمایا گیا ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (سورہ آل عمران: ۱۹۰۔۱۹۱)

''بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی خلقت میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں نشانیاں ہیں ان ارباب دانش کے لئے جو کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے خواہ کھڑے ہوں، خواہ بیٹھے ہوں، خواہ لیٹے ہوں اور آسمانوں اور زمین کی خلقت میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (اس غور وفکر

کے نتیجے میں ان پر اصل حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے اور وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں) خدایا یہ سب کچھ جو تو نے پیدا کیا ہے بلاشبہ بے کار و عبث نہیں پیدا کیا ہے۔ یقیناً تو اس سے پاک ہے کہ عبث کام کرے۔ پس اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''۔

اس آیت میں صاف لفظوں میں صرف ان لوگوں کو دانش مند کہا گیا ہے جو خدا کو یاد بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عالم ارض وسما کی تخلیق میں غور وفکر بھی کرتے ہیں۔ ملحوظ رہے کہ آیت میں تخلیق عالم میں غور وفکر کی بات کہی گئی ہے نہ کہ خالق کائنات کی ذات میں براہ راست غور وفکر۔ اگر اس آیت کو ٹھیک طور پر سمجھ لیا گیا ہوتا تو مسلمان کبھی فکر وفلسفہ اور تصوف کی طرف مائل نہ ہوتا۔ اور یہ عین ممکن تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھوں جدید سائنس کی بنیاد پڑتی۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ